Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۲۹
جلد ۷۷/۴۲ | منگل ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ، ۷ صلح ۱۳۷۱ ہش، ۷ جنوری ۱۹۹۲ء | نمبر ۵

ایسی خطرناک صورتِ حال پہلے کبھی نہیں ہوئی

"جو شکل آج مجھے دکھائی دے رہی ہے ایسی خطرناک شکل اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آئی۔ عیسائیت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ بڑے عزائم کے ساتھ اور نئے ارادے باندھ کر، نئے منصوبوں کے ساتھ، نئی دولتوں کا سہارا لے کر نئی سیاسی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل کرتے ہوئے بڑے زور کے ساتھ دوبارہ تمام دنیا پر اور خصوصیت سے (دینِ حق) پر حملہ آور ہوئی ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ایسے ہو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصّہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچّوں اور عمدہ مکان کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اُس نے تو اپنا مقصد و مطلوب اور معبود صرف خواہشاتِ نفسانی اور لذائذ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے سلسلۂ پیدائش کی علتِ غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے۔ .... پس حصر کر دیا ہے کہ صرف صرف عبادتِ الٰہی مقصد ہونا چاہیئے اور صرف اسی کے لئے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے برخلاف اس کے اور ہی اور ارادے اور اَور ہی اَور خواہشات ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۴)

"بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر۔ اس کی آبپاشی اور شاخ تراشی سے اُسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول بیل بوٹے لگا۔ کہ وہ ہرا بھرا ہو جاوے۔ شاداب اور سرسبز ہو جاوے۔ مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اُس میں لگے ہوئے تھے اُن کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لئے فروخت کر لے اور ناجائز دست اندازی سے باغ کو ویران کر دے تو بتاؤ کہ وہ مالک جب آوے گا تو اس سے کیسا سلوک کرے گا؟" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۴)

مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ ایک عرصہ سے ہرنیا کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ مورخہ ۱۵ دسمبر کو فضلِ عمر ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے ان کا کامیاب آپریشن کیا۔ اگرچہ آپریشن خاصا پیچیدہ تھا تاہم بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب رہا۔ ۷ دن تک انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا۔ اس کے بعد پرائیویٹ روم میں منتقل کیا گیا۔ اور ۲۶ دسمبر کو بخیر و خوبی ہسپتال سے فراغت ہوئی۔

محترم مولانا کی بیماری کے دوران متعدد احباب عیادت و تیمارداری کے لئے آتے رہے۔ کئی عزیزان نے خدمت کا موقعہ حاصل کیا۔ ہسپتال کے عملہ نے بھی گراں قدر خدمت انجام دی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

نمایاں کامیابی

مکرم سید محمد احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری بیٹی عزیزہ سیدہ عائشہ صدیقہ شمع احمدؔ نے امسال علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس (فائنل) کے امتحان میں ۱۲۱۱ نمبر لے کر پنجاب یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ عزیزہ گذشتہ سال ایم بی بی ایس (تھرڈ پروفیشنل) کے امتحان میں بھی پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آئی تھی۔ اور سات گولڈ میڈل لینے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

عزیزہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدمتِ انسانیت کی بھرپور توفیق دے اور دین و دنیا میں اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ تمام مریضوں کے لئے دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔

بدیوں کو حیاء کے ذریعے ڈھانپنے کی کوشش کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"فرمایا۔ جب آدمؑ سے غلطی ہوئی اور اسے اپنی غلطی کا شعور ہوا تو وہ بھولا انسان خدا سے چھپنے لگا اور جنت کے پتے اپنی کمزوریوں پر ڈھانپنے لگا۔ تاکہ وہ خدا کی نظر سے پیچھے ہٹ جائے۔ خدا کی نظر سے تو کوئی ہٹ نہیں سکتا۔ خدا کی نظر سے تو کوئی چھپ نہیں سکتا۔

لیکن یہ آدمؑ کی حیاء تھی جو ظاہر کی گئی ہے اور یہی حیاء تھی جو اس کی بخشش کا موجب بنی۔ پس یہ ریاء نہیں ہے یہ حیاء ہے اور حیاء اور ریاء میں یہی فرق ہے۔ حیاء تو اس سے بھی چھپنے پر آمادہ کرتی ہے جس سے کوئی چھپ نہیں سکتا۔ یہ ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے۔

پس (ایمان والے) کی سوسائٹی اگر بعض بدیاں بھی رکھتی ہے تو حیاء کے ذریعے وہ پتوں سے اپنے تن، اپنی کمزوریاں ڈھانپنے کی کوشش کرتی رہتی ہے اور اس کے نتیجے میں نقصان نہیں بلکہ فائدہ پہنچتا ہے۔ دیکھنے والوں کے لئے ٹھوکر نہیں ہوتی اور اپنے لئے وہ حیاء، اکسیر کا کام کرتی چلی جاتی ہے اور دن بدن انسان اپنی بدیوں سے خود شرماتا رہتا ہے۔ پس وہ لوگ جو سلوک کی راہوں پر چلنے کے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ بسا اوقات جب بدیاں ان سے نہیں چھپتیں تو وہ کیسے کیسے اپنے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۷ صلح ۱۳۷۱ ہش ۷ جنوری ۱۹۹۲ء

آپس میں محبّت

بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں کہ ان کا کسی مذہب سے تعلق نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو لامذہب کہتے ہیں وہ بھی لامذہبیت کو ایک مذہب ہی کی طرح مانتے ہیں۔ حتّٰی کہ کمیونزم جو دراصل ایک سیاسی اور اقتصادی سکیم تھی۔ اسے بھی آہستہ آہستہ مذہب ہی کا درجہ دیا جاتے لگا تھا۔ اور اگر دنیا کا تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی مذہب کو مانتا ہے تو پھر ہم سب کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنی اپنی جگہ یہ سوچیں کہ مذہب ہے کیا۔ اور مذہب کی غرض و غایت کیا ہے۔ ہمیں مذہب کو کس طرح اپنانا چاہیئے اور مذہب کو ہمارے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔

مذہب کے ساتھ ایک تو اُس قسم کی باتیں وابستہ ہیں جنہیں ہم مذہبی اعمال کہہ سکتے ہیں۔ عبادت گاہوں میں جانا۔ وہاں اپنے اپنے رنگ میں خدا کی عبادت کرنا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ باتیں بھی بہت اہم ہیں ان کے بغیر مذہب کی رُوح زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور ان کی عدم موجودگی میں مذہب کا تشخص قائم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ سب باتیں کسی اور بات کے قیام اور اس کے استحکام کے لئے ہیں۔ ان کی ضرورت اور اہمیت ماننے کے باوجود ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہی سب کچھ ہے کوئی شخص گرجا میں بھی جائے اور بازار میں مار دھاڑ بھی کرے۔ کوئی شخص گوردوارہ میں بھی جائے اور چوریاں بھی کرے۔ کوئی شخص بیت الذکر میں بھی خدا کی عبادت کرے اور قتل و غارت بھی اس کا پیشہ ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اگر یہ ہو تو نہ گرجا گھر جانے کا فائدہ نہ گوردوارہ جانے کا فائدہ اور نہ بیت الذکر میں سر رگڑنے کا فائدہ تو معلوم ہوا کہ یہ جسم تو ہے لیکن مذہب کی رُوح نہیں۔ مذہب کی روح کا پتہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ سے اخلاص اور محبت کے ذریعہ اور انسانیت سے بہتر سلوک کے ذریعہ۔ بلکہ بات اور مختصر کی جائے تو کہا جا سکتا ہے اس کا پتہ چلتا ہے انسانیت سے سلوک کے ذریعہ۔ کیونکہ انسانیت سے سلوک ہی اللہ تعالیٰ سے اخلاص کا بھی پیمانہ ہے۔

قادیان کے سوویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور نے جن موضوعات پر خیالات کا اظہار فرمایا ان میں سے ایک — اور نہایت اہم — یہ تھا کہ جو مذہب انسانوں کو آپس میں محبت نہ سکھائے وہ انسان اور خدا کے درمیان بھی محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کا پیمانہ بھی انسانوں سے محبت ہے اور مذہب کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ انسانوں سے محبت سکھائے۔

کردار کی تشکیل ہے تکمیل کی تمہید
اس راہ سے ہوتا ہے منازل کا سفر طے
یہ راگ ہے، اس راگ کو گاتے ہیں فرشتے
گرویدہ بنا دیتی ہے اس ساز کی ہر لے

——— ابوالاقبال

اُس کے نام سے راتیں گزریں، اُس کے کام سے دن گزرے
کتنا اچھا وقت گزارا۔ بے شک عام سے دن گزرے

سوتے جاگتے خوش رہتے ہیں مست ہیں اس کی خوشبو میں
کتنے کشادہ دل تھے ہمارے خوب آرام سے دن گزرے

بھول گئے ہم گہرے رشتے باتوں کی آویزش میں
جیتے، ہارے، جنگ و جدل میں کس کہرام سے دن گزرے

لالہ و گل سے شبنم مل کر کن رنگوں میں روئی تھی
سُرخ و سیاہ سی راتیں گزریں، خون آشام سے دن گزرے

سوچ کے سُونے صحرا میں خوابوں کی خام خیالی تھی
کوئی نہ اچھا سپنا دیکھا۔ بے پیغام سے دن گزرے

خواب بریدہ آنکھیں لے کر دن بھر کھویا رہتا ہے
اسے کسی شب نیند تو آئے پھر آرام سے دن گزرے

بھور بھئے ہر روز نئے انداز سے شان دکھاتا ہے
اُس کے جلال میں جلوہ گری ہیں کس اکرام سے دن گزرے

غالب احمد

ہر چیز کے لئے خدا کی طرف رجوع کرو

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوں) کی ایک تقریر سے اقتباس

خدا تعالیٰ تو اپنی کامل اطاعت چاہتا ہے مثلاً اس کا کہنا ہے کہ ہر چیز کا مالک میں ہوں۔ اس لئے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی اگر تم ضرورت محسوس کرو تو پہلے میری طرف رجوع کرو اور پھر میری بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کرو۔ تدبیر بھی اللہ تعالیٰ خود ہی بتاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا یہ پہلو کہ وہ مالک ہے اور وہی دیالو ہے یعنی دینے والا ہے اور یہ حکم کہ کسی اَور کی طرف ہماری نگاہ نہ اٹھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مرد یا کسی عورت کی جوتی کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے۔ ایک تسمہ جو بالکل چھوٹی سی چیز ہے اگر وہ بھی ٹوٹ جائے تو اس وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ میری جیب میں پیسے ہیں اور دوکاندار کے شوکیس میں تسمہ پڑا ہے۔ میں خود جا کر اس سے خرید سکتا ہوں اور خرید لوں گا۔ یہ خیال نہیں پیدا ہونا چاہیئے ورنہ اطاعت نہیں ہوگی حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں دنیوی لحاظ سے بظاہر حقیر چیز کی بھی ضرورت پڑے تو اپنے خدا سے رجوع کرو اور تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہونا چاہیئے کہ یہ تسمہ بھی مجھے سوائے اللہ کے اَور کوئی نہیں دے سکتا۔ اور یہ حقیقت ہے دنیا کی تاریخ کی آنکھ نے اس قسم کے سینکڑوں واقعات مشاہدہ کئے کہ ایک شخص تسمہ لینے کے لئے گھر سے روانہ ہوا اور راستے میں اس کی جان نکل گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔

اعمال کی اصلاح

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں۔

دوسری چیز جس کے لئے اپنی روحانیت کی اصلاح کی غرض سے انسان کوشش کرتا ہے وہ اعمال کی اصلاح ہے۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک عمل قوت ارادی سے ہوتا ہے انسان ارادہ کرتا ہے کہ یوں کرنا ہے اور پھر کر لیتا ہے۔ لیکن جو شخص کہتا تو رہتا ہے کہ میں نے فلاں کام کرنا ہے مگر کر نہیں سکتا تو اس کی اس بے بسی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں یا تو

(۱) اس کا قبضہ ارادہ پر نہیں رہا۔ انسان میں جو "میں" ہے وہ کمزور ہو گئی ہے اس وجہ سے وہ ارادہ پر حکومت نہیں کر سکتا۔ "میں" بطور مالک کے ہوتی ہے اور ارادہ بطور داروغہ کے، مالک کمزور ہو گیا ہے اور وہ داروغہ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کام کراؤ بلکہ اس سے ڈرتا ہے اس وجہ سے داروغہ کام کرانے میں سست ہو جاتا ہے۔

(۲) یا پھر یہ کہ "میں" تو مضبوط ہے مگر داروغہ بیمار ہو گیا ہے۔ یعنی قوت ارادی کمزور ہو گئی۔ اور اس کا جذبات پر قابو نہیں رہا۔ جذبات داروغہ یعنی قوت ارادی کے ماتحت بطور ملازم ہوتے ہیں۔ جب داروغہ بیمار ہو گیا تو ملازم سست ہو گئے اس کا حکم نہیں مانتے۔ گویا اس طرح "میں" اور احساسات میں جو واسطہ تھا وہ کمزور ہو گیا۔

(۳) اگر یہ بھی نہیں تو یہ نقص پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی ایسی چیز ارادہ اور احساسات کے درمیان آ گئی ہے کہ باوجود اس کے کہ ارادہ حکم دینے کی طاقت تو رکھتا ہے اور احساسات ماننے کے لئے بھی تیار ہیں مگر ان میں اتنا فاصلہ ہو گیا ہے یا روک پیدا ہو گئی ہے کہ احساسات تک حکم نہیں پہنچتا۔

پس عملی گناہ یا نیکی میں کمی کے یہ تین سبب ہوتے ہیں۔ یعنی (۱) انانیت کی کمزوری (۲) ارادہ کی کمزوری (۳) بعض اور چیزوں کی دخل اندازی جو احساسات کو ارادہ کے قبضہ سے نکال لیتی ہے۔ جیسے مثلاً عادت ہے۔ ایک شخص کو حقہ پینے کی عادت ہے۔ وہ ارادہ رکھتا ہے کہ حقہ نہیں پینا مگر جب سامنے حقہ دیکھتا ہے تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اور عادت سے مجبور ہو کر پی لیتا ہے۔

اب میں وہ امور بتاتا ہوں جن سے انانیت بڑھتی ہے۔ اور انسان کی قوت ارادی مضبوط ہوتی ہے۔

(۱) پہلی چیز جو "میں" کو مضبوط کرتی ہے۔ وہ قوت بقاء یعنی قائم رہنے کی خواہش ہے ہر چیز میں یہ خواہش پائی جاتی ہے کہ مجھے باقی رہنا چاہیئے۔ ایک معمولی سے کیڑے کو مارو تو وہ تلملاتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ زندہ رہنا چاہتا ہے وہ انسان جس میں مذکورہ بیماریاں پیدا ہو جائیں اسے خیال کرنا چاہیئے کہ اگر میری یہی حالت رہی تو میں مرا۔ مگر مجھے تو زندہ رہنا ہے، اس لئے قوت بقاء کو مضبوط کرے۔ یہ ایک طبعی تقاضا ہے۔ اور فکر سے جلدی بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو ایک حقہ پینے والا حقہ دیکھ کر اس کے پاس جا بیٹھے گا۔ شراب پینے والا شراب دیکھ کر اس کی طرف دوڑے گا لیکن اگر کوئی تلوار لے کر اسے وہاں مارنے کے لئے آئے تو پھر دیکھو کس طرح بھاگتا ہے۔ کہتے ہیں شرابی کو اگر جوتیاں ماری جائیں تو اس کا نشہ دور ہو جاتا ہے۔ یہ بقاء کی خواہش کا ہی غلبہ ہوتا ہے۔ جس کے باعث نشہ دور ہو جاتا ہے۔

(۲) افناء کی خواہش کو مضبوط کرے یہ تقاضا پہلے تقاضا کا لازمی نتیجہ ہے۔ البقاء کی خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک افناء کی خواہش کو مضبوط نہ کرے اسے چاہیئے کہ افناء کی خواہش کو بھی مضبوط کرے۔ یعنی سوچے کہ جو چیز میرے مقاصد میں حائل ہو گی۔ میں اس کو پیس ڈالوں گا۔

(۳) تیسرا ذریعہ انانیت کے بڑھانے کا جذب کی طاقت کو مضبوط کرنا ہے ایسا انسان سوچے کہ جن چیزوں کی مجھے ضرورت ہے وہ میں ضرور لوں گا۔ جن جن چیزوں کا حاصل ہونا مشکل نظر آئے ان کے متعلق یہ احساس دل میں بار بار قائم کر لے کہ اس سے انانیت غالب آ جائے گی۔

(۴) قوت مقابلہ کی طاقت کو مضبوط کرے یعنی یہ خیال کرے کہ جو چیزیں مضر ہوں گی ان کا میں مقابلہ کروں گا۔

(۵) استقلال کی طاقت کو مضبوط کرے اس سے بھی "میں" پیدا ہوتی ہے۔ استقلال کبھی کبھی مشکل ہوتا ہے اور بعض کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ مگر بعض لوگ اس کے متعلق بے توجہی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں خیر اس بات کو جانے دو یہ عادت نہ رہنی چاہیئے کیونکہ اگر انسان بعض باتوں میں استقلال دکھائے تو دوسری باتوں میں استقلال کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح "میں" کی طاقت مضبوط ہو جاتی ہے۔

(۶) مصلحت۔ یہ بھی بقاء کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ مصلحت وقت کو غور کر کے کام کرے۔ اس سے تدبیر حکمت راز رکھنے اور نفس پر قابو رکھنے کی قابلیت پیدا ہو گی اور انانیت ترقی کرے گی۔

(۷) احتیاط۔ ہوشیاری، چوکس رہنا، دور اندیشی ان باتوں کو ذہنی طور پر پیدا کرنے کی کوشش کرے ان سے بھی انانیت ترقی کرے گی۔

(۸) اپنی مدح سے نفرت کرے۔ اگر کوئی کرے تو اسے روک دے اس سے بھی انانیت مضبوط ہوتی ہے۔ مدح انانیت کو مار دیتی ہے۔ اور نہایت تیز چھری ہے جو اسے ذبح کر دیتی ہے دیکھو قرآن کریم میں کیا لطیف طور پر بیان کیا گیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے (—) کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو یہ پسند کرتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے ان کے متعلق ان کی تعریف کی جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ وہ بات مانتے ہیں جو لوگ ان کے متعلق کہیں اور خود اپنے نفس پر غور نہیں کرتے کہ انہوں نے کوئی کام کیا بھی ہے یا نہیں۔ یعنی ایسے لوگ خود کام نہیں کرتے جو تھوڑا بہت کام ہو جائے اسی پہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور یہ جو دوسرے بتائیں کہ تم نے یہ کام کیا ہے اسے مان لیتے ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔ گویا دوسروں کی مدح جو ان کے لئے خیالی محل بنا دیتی ہے اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ پس مدح سے نفرت کرنے سے انانیت مضبوط ہوتی ہے۔

(۹) نواں علاج۔ عزت نفس کی طاقت کا پیدا کرنا ہے یعنی انسان ہر قسم کی ذلت اور شرمندگی کی برداشت سے انکار کرے۔ کہ میری طرف بدی کیوں منسوب ہو۔ اس طرح نفس کو غیرت آتی ہے۔ اور وہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور پھر ارادہ سے کام کرا لیتا ہے۔

(۱۰) دسواں علاج وقار ہے یعنی جو باتیں تم سے متعلق نہ ہوں ان میں خواہ مخواہ دخل نہ دو ہر کام میں دخل دینا چھچھوراپن ہوتا ہے۔ اور اس سے انانیت مُردہ ہو جاتی ہے۔

(۱۱) گیارہواں علاج امید۔ اس طاقت کو اپنے اندر بڑھاؤ۔ اس سے بھی اعزاز نفس حاصل ہوتا ہے۔ انسان یقین رکھے کہ ایسا ہو جائے گا۔ اس طرح اپنے نفس پر اعتبار کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۲) بارہواں علاج خوش مزاجی ہے۔ اس سے انسان میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور کڑھنے سے طاقت ضائع ہو جاتی ہے۔

ان میں سے بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مشکل ہیں۔ لیکن اگر کوئی ان میں سے چند پر بھی عمل کرے گا تو اس میں طاقت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ یہ سب امور ذہنی ہیں۔ اور ان کی مشق سے انسان کی ذہنی قوتیں نشوونما پا سکتی ہیں۔ یہاں تک کہ ارادہ ہی ماتحت آ جائے۔ ان کے استعمال کا بہتر طریق یہ ہے کہ انسان انسان کی اس حیثیت پر غور کرے جو میں نے بتائی ہے اور اس سے چند ہی دن میں علیٰ قدر مراتب وہ اپنے اندر انانیت کا جذبہ بڑھتا ہوا پائے گا۔

مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انانیت بھی حد سے بڑھ جاتی ہے اور اس سے گناہ پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جیسے ایک ظالم آقا ہو جو خواہ مخواہ نوکروں کو مارتا رہتا ہو۔ ایسی حالت میں اس کا علاج خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرنا ہے۔ انسان سوچے کہ اگر میری "میں" ہر نقص پر گرفت کر رہی ہے تو اگر خدا تعالیٰ مجھ سے یہی سلوک کرے تو میری کیا حالت ہو۔ اور یہ سوچے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے میں اس کا مالک نہیں ہوں میں تو صرف امین ہوں اور امانت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اس لئے مجھے بے جا سختی نہیں کرنی چاہیئے۔

جب انانیت پیدا ہو جائے یا وہ پہلے ہی موجود ہو۔ مگر مشکل ارادے کے متعلق ہو یا درمیانی روکوں کے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کا مندرجہ ذیل علاج ہے

(۱) اول تو وہی ظاہر و باطن کی مشابہت پیدا کرنا ہے جو پہلے بیان کر آیا ہوں۔ کہ ظاہری طور پر انسان تصنع سے ہی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کا مکتوبِ گرامی

طائرانِ باغِ احمدیت! خوشا نصیب اور قابل مبارکباد ہے کہ آپ اس مبارک جلسہ میں رونق افروز ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کے ساتھ ہو۔ خیر و برکت کی جھولیاں بھرتے ہوئے ایمان کے نور سے منور ہو کر بانیل و مرام آپ کی واپسی ہو۔

آپ کی تمام تر دعائیں اور التجائیں بابِ ربوبیت پر شرفِ قبول پائیں۔

میری طرح کئی ایسے بھی ہوں گے جو باوجود انتہائی تڑپ و بیقراری کے دیارِ حبیب تک نہ پہنچ پائے ہوں گے۔ یوں تو بظاہر میری تمام تر تیاری مکمل تھی مگر۔ ؎

قسمت کی خوبی دیکھیئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

والی بات میرے ساتھ ہوئی۔ یعنی میری تکلیف اور کمزوری ایسی بری طرح اس راہ میں روک بنی کہ میں اس کا تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ آخر مجھے اک ہمدردانہ اور اہم مشورہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں ہی اپنی سعادت اور بھلائی نظر آئی۔

شاید! اللہ تعالیٰ اس دکھ کا مداوا بہترین رنگ میں کر دے۔ کیونکہ درد بھرے دل کی دعائیں ضرور بار آور ہوتی ہیں۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اور میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ انسان خواہ کس قدر تڑپ کیوں نہ رکھے۔ اور دعائیں کیوں نہ کرے اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے ظاہری اسباب کیوں نہ مکمل کر لے خدا تعالیٰ کی مشیئت اگر نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہو سکتا ہے اور بہت ممکن ہے ہماری دعائیں ناقص ہوں۔ ہماری دعائیں نامکمل ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو بہت رؤوف ہے۔ وہ ہر قدم پر اپنی مخلوق کی بھلائی ہی چاہتا ہے۔

اس موقع پر مجھے سپین کی دبیت الذکر (پیدرو آباد) کے افتتاح کا فنکشن یاد آیا۔ میں اس وقت اتنی بیمار تھی کہ میری ظاہری صحت اس سفر کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن! سپین دیکھنے کی تڑپ بچپن سے تھی۔ بچپن میں سپین کی ہسٹری پڑھی تھی۔ اور اس میں وہ تمام حالات تھے جو اس وقت کے مسلمان حکمرانوں پر گذرے۔ اس مسلم سلطنت کے دیکھنے کی اک لگن تھی۔ اور میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میں اپنی اس کمزور صحت کے ساتھ خود وہاں پہنچوں گی۔ اور وہ تاریخی مقامات بھی نہ صرف دیکھوں گی بلکہ بفضلہ تعالیٰ (امام جماعت) کے دست مبارک سے اس عظیم دبیت الذکر کا افتتاح اور اس کا تاریخی فنکشن بھی دیکھوں گی۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل۔ اور حسن و احسان تھا۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

''مہر آپا''

عزیزم مرزا نعیم احمد کی وفات پر مجھے بہت سے تعزیتی خطوط اور تعزیتی قرار دادیں اندرون اور بیرونِ پاکستان سے موصول ہوئیں۔

میں انفرادی طور پر ان کے خلوص و ہمدردی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔ مگر صحت کی کمزوری کی وجہ سے ایسا کر نہ سکی۔ اور اب چند لفظوں میں دل کی گہرائیوں سے سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس خلوص و ہمدردی کو مزید پختہ اور مضبوط بنائے۔ اور ہمیں بھی اس کا قدر دان بنائے۔ بلاشبہ یہ جذبہ ہمدردی و خلوص کی نعمت ہمیں بانیٔ سلسلہ عالیہ کی ہی برکت سے ملی ہے۔

''مہر آپا''

بقیہ: صہ۳ سے آگے

کام کرے اس کا اثر باطن پر پڑے گا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) نے اس پر خاص زور دیا ہے۔

(۲) دوسرا علاج کامل توجہ ہے۔ یہ گر کامیابی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خیالات کو ایک ہی رَو میں چلائے اور اپنے دل سے خدا تعالیٰ کے سوا باقی سب چیزوں کے خیالات مٹا دے قرآن کریم میں آتا ہے (۔) جو لوگ کسی کام میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں اس میں غرق ہو جاتے ہیں۔ گویا وہ اپنے خیالات کو اس طرح چلاتے ہیں۔ کہ صرف وہی کام ان کا مقصد رہ جاتا ہے اور کسی چیز کی خبر انہیں نہیں ہوتی۔ جب کسی کام کے متعلق نفس میں پورا پورا نقشہ کھچ جاتا ہے تب اس میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے وہ یہ خیال کرے کہ مجھے جھوٹ چھوڑ دینا چاہیئے تو اسے کامیابی نہ ہو گی جب تک رات دن اس کی توجہ اسی طرف نہ ہو گی کہ جھوٹ نہیں بولنا اور جھوٹ چھوڑ دینا ہے۔

ایک بات کا بار بار خیال کرنے سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے مگر اس طاقت کے متعلق خطرہ بھی ہوتا ہے کیونکہ یہ پاگل ہو جاتی ہے۔ یعنی ارادہ کے قبضہ سے نکل جاتی ہے اور ادھر ادھر ناچنے لگتی ہے۔ ہمارے ملک میں کئی لوگ پوچھا کرتے ہیں نماز میں دلیلیں آتی ہیں۔ ان کے دور ہونے کا کوئی علاج بتائیے دلیلیں آنے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی خیال کی طاقت پاگل ہو گئی ہے۔ اسے توجہ تو پیدا ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف نہیں بلکہ اور چیزوں کی طرف۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف لگاتا ہے وہ کہیں اور بھاگ جاتی ہے پس جن لوگوں کو نماز میں دلیلیں آتی ہوں ان سے متعلق یہ خیال غلط ہے کہ انہیں توجہ نہیں پیدا ہوتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی توجہ قوتِ ارادی کے قبضے میں نہیں ہوتی۔ خود مختار ہو جاتی ہے۔ اور جدھر چاہتی ہے چلی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں اس کو قوتِ ارادی کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے نماز میں جو شخص اور خیالات میں پڑ جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی توجہ ارادہ کی قوت کے قبضہ سے نکل گئی ہے اس صورت میں سب سے پہلا کام اسے قوتِ ارادی کے ماتحت لانا ہے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ اسے کس طرح ماتحت لائیں۔ اس کا اصل جواب تو میں آگے پیش کر دوں گا۔ لیکن ایک اور نسخہ بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر ایسے لوگ نماز میں اس امر کا خیال کرنا چھوڑ دیں کہ زور سے توجہ قائم کریں تو پھر ان کی یہ حالت نہ ہو گی۔ معمولی باتوں کی طرح نماز بھی پڑھیں۔

(۳) تیسری چیز قوت ارادی کا استعمال ہے۔ ارادہ کرے کہ میں اس کام کو کرتا ہی جاؤں گا۔ اور کسی روک کی پرواہ نہیں کروں گا۔ بعض دفعہ چونکہ قوت ارادی کمزور ہوتی ہے اس لئے ایک کام کا انسان ارادہ کرتا ہے مگر پھر گر جاتا ہے۔

قیامت کا تصوّر

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو مرنے کے بعد ایک زندگی ملتی ہے مگر وہ فردی زندگی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور حدیثوں میں بھی اس کی تفصیل آتی ہے۔ ایک ایسی بعثت ہو گی جس میں تمام کے تمام انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور وہ بعثت اجتماعی اس بعثت فردی سے کچھ فرق رکھتی ہو گی۔ وہ لوگ جنہوں نے پورا غور نہیں کیا۔ ان کے دماغ مشوش ہو جاتے ہیں کہ ادھر تو کہتے ہیں کہ موت کے معاً بعد ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور ادھر کہتے ہیں کہ ایک دن ساری دنیا اکٹھی ہو گی۔ ان دونوں باتوں کا آپس میں جوڑ کیا ہوا۔ یہ اعتراض اسی لئے پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ بعثتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک بعثت وہ ہے جو موت کے معاً بعد شروع ہو جاتی ہے اور جس میں انسان اگلے جہان کے انعامات یا عذاب محسوس کرنے کے لئے نئی طاقتیں حاصل کرتا ہے۔

اس کی یہ حالت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کسی کی طفولیت یا بچپن کا زمانہ ہوتا ہے اس کے بعد جب سارے انسانوں کو مجموعی طور پر ایسی طاقت حاصل ہو جائے گی کہ وہ وہاں کے ثواب اور عذاب کو کامل طور پر محسوس کر سکیں اور ان کی حالت ایک جوان بالغ مرد کی سی ہو جائے گی جو دنیا کی نعمتوں سے پوری طرح حظ اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے تو اس وقت تمام انسانوں کا حشر ہو گا۔ اس میں مومن بھی شامل ہوں گے اور کافر بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آلِ فرعون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے آلِ فرعون پر صبح اور شام آگ پیش کی جاتی ہے۔ لیکن جب قیامت کا دن آئے گا تو ہماری طرف سے حکم دیا جائے گا کہ آلِ فرعون کو اس سے بھی زیادہ شدید عذاب میں داخل کرو۔

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کو دوزخ پر سے گذرنا پڑے گا۔ جہاں ایک پل بچھایا جائے گا جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہو گا۔ بعض لوگ تو اس پر سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ بعض ہوا کی سی تیزی اختیار کریں گے اور گذر جائیں گے۔ بعض پرندوں کی طرح اڑتے ہوئے گذر جائیں گے۔ بعض گھوڑوں کی طرح دوڑتے ہوئے گذر جائیں گے۔ بعض گھسٹتے ہوئے لولوں لنگڑوں کی طرح گذر جائیں گے۔ اور کافر اور منافق کٹ کر

باقی صہ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر طارق احمد

نئے سال کا استقبال کیسے کریں؟

تمام قارئین کرام کو نیا سال مبارک ہو۔ تیزی سے گزرتے وقت نے سال ۱۹۹۱ء کو بھی ماضی کے دھندلکوں میں غائب کر ڈالا ہے اور ہم ہزار چاہیں اسے واپس نہیں لا سکتے۔ اس لئے کہ گزرتے ہوئے سال پر کسی کو اختیار حاصل نہیں۔

بقول غالب۔

رو میں ہے رخشِ عمر دیکھئے کہاں تھمے
نے باگ ہاتھ میں ہے نے پا ہے رکاب میں!

یعنی عمر کا منہ زور گھوڑا سرپٹ بھاگا جا رہا ہے اور ہم اس کے ایسے سوار ہیں کہ نہ تو اس کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہے اور نہ پاؤں رکاب میں ہے۔

زندگی برف کا ایک ٹکڑا

ہر گزرتا ہوا لمحہ اور ہر گزرتا ہوا سال ہماری اس عمرِ طبعی میں کمی لا رہا ہوتا ہے اور ہمیں اپنی منزل یعنی موت کے قریب تر کر دیتا ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ (آپ پر ہمیشہ سلامتی ہو) نے وقت کے ساتھ گھٹتی ہوئی زندگی کے فلسفے کو سمجھانے کے لئے ایک نہایت لطیف اور پیاری مثال برف کے ٹکڑے کی دی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"یہ زندگی ..... برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسی ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے۔" فرمایا "ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے"

(ملفوظات جلد سوئم)

حضرت امام جماعت احمدیہ اول (اللہ ان سے راضی ہو) نے بھی اسی موضوع پر اپنے خطبہ عید الفطر فرمودہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء میں روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

"ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کے لئے آتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نئے چاند کو دیکھ کر اپنی عمرِ رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آئندہ چاند تک میری زندگی ہے یا نہیں۔ پس جس قدر ہو سکے وہ خیر اور نیکی کے بجا لانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اس کا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کے تاجر کو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اس کا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے ..... نیا چاند ہمیں سمجھاتا ہے کہ وقت گزر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے، اب بھی کچھ کر لو"

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء میں بڑی تفصیل سے نئے سال کی آمد اور اس کے ضروری تقاضوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اس موقع پر ایک نئے عہد اور عزم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ سال کے آخر پر انسان یہ سوچتا ہے کہ میری عمر کا ایک معین حصہ ختم ہو رہا ہے اور اسی قسم کا ایک معین حصہ سامنے کھڑا ہے اور اگر ہم اس حصہ میں قدم رکھیں گے تو کیا ہوگا ہمیں یہ سال ختم کس طرح کرنا چاہیئے اور آئندہ زندگی کا آغاز کیسے کرنا چاہیئے اس ضمن میں آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اجتماعی جائزوں اور انفرادی محاسبوں کی ضرورت ہے۔

اجتماعی جائزہ

فرمایا "جہاں تک اجتماعی جائزوں کا تعلق ہے آج سے لے کر سال کے آخر تک ساری دنیا میں مجالس عاملہ اس معاملہ پر غور کریں کہ ہم نے اس سال میں کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے؟ ہم سے کون سی ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں جو وہ قومیں کیا کرتی ہیں جن کا قدم موت کی طرف رواں ہو کون سے ہم نے ایسے کام کئے جو زندہ قوموں کے اسلوب ہوا کرتے ہیں۔ کس طرح غلطیوں سے بچنا چاہیئے اور کس طرح اچھی باتوں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ جماعت کی کل تعداد کا جائزہ لینا، جو تحریکات اس وقت واجب العمل ہیں ان کا جائزہ لینا کہ ان سے کس حد تک استفادہ ہوا اور ان کو کس حد تک ہم نے فراموش کر دیا اور اس حوالے سے آئندہ نئے سال کا ایک معین پروگرام مرتب کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ "زندہ باشعور قوم کا سال کے آغاز پر یہ ردعمل ہوتا ہے اور سال کے آغاز پر اس پروگرام کو بڑی محنت اور توجہ سے اور دعا کے ساتھ رائج کرنا اور اس کو عمل کی دنیا میں ڈھالنا بھی ایک زندہ اور باشعور قوم کا کام ہے"۔

انفرادی محاسبہ

فرمایا "انفرادی طور پر ہر شخص کا محاسبہ الگ الگ ہوگا کئی ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے گزشتہ سال اپنے نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے کوئی نیک ارادہ باندھا ہی نہیں ہوگا۔ ایسے لوگ مادہ پرست قوموں کے پلیٹ فارم پر حرکت کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو.... نئے سال کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے اس سال کا اس نقطۂ نگاہ سے جائزہ لینا چاہیئے کہ سارا سال کون سی ایسی بدیاں تھیں جن سے وہ غافل رہے اور کون سی ایسی نیکیاں ہیں جنہیں وہ اختیار کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا۔ نظام جماعت میں ان کا کیا مقام ہے۔ خدمت کے کون سے مواقع تھے جو انہوں نے ضائع کئے ہیں۔ کس حد تک وہ تحریکات پر عمل کرتے رہے ہیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کس حد تک ان کا وجود جماعت کے لئے مفید رہا ہے اور کس حد تک وہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں کامیاب رہے ہیں یا اپنی اولاد کو خدا کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں"۔

اپنا وقت بچائیے

حضور نے اس مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے احباب جماعت کو وقت کی قدر و قیمت کا احساس کرنے اور ٹیلیویژن وغیرہ پر ضائع نہ کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"جس امر کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کس حد تک ہم نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اور کس حد تک ہم نے اپنے وقت کی بالارادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کی۔ اگر اس سوال کو ہر کوئی اپنے نفس سے پوچھے تو یہ جواب پا کر حیران ہوگا کہ میں نے اپنے وقت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کبھی سوچا بھی نہیں کہ میرے وقت کی قیمت کیا ہے اس پہلو سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ ہم اپنے پروفیشن (پیشے) سے بچے ہوئے وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اور نیک مقاصد پر اس کو خرچ نہیں کرتے۔ اس لئے گزشتہ سال جو آپ نے بہت سا وقت ضائع کیا اور اپنی اگلی نسلوں کو بھی ایسی سمت دھکیلا ہے جہاں سے آپ ان کو بلانا بھی چاہیں گے تو واپس نہیں لا سکیں گے اس کی بجائے آئندہ سال میں ایک باشعور بالغ نظر قوم کے انداز میں اپنے وقت کا جائزہ لیں اور آئندہ کے لئے بہتر پروگرام بنائیں۔"

فرمایا "آپ اس شخص کے غلام ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ..... تو وہ بزرگ (امام .... ناقل) ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ اعلیٰ مقاصد کی پیروی کے لئے وقت بچائیں۔"

نئے سال کی تقریبات اور ایک یادگار واقعہ

مغربیت کی عطا کردہ کئی لغو رسومات میں سے ایک رسم نئے سال کی تقریبات کا منعقد کرنا ہے۔ بدقسمتی سے یہ تقریبات اپنی تمام تر بیہودگیوں کے ساتھ ہمارے ہاں بھی رائج ہو چکی ہیں۔ لیکن ایک احمدی کا طرز عمل اس موقع پر بالکل مختلف ہونا چاہیئے اور ۳۱ دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات بارہ بجے خدا تعالیٰ کے حضور پورے خشوع اور عاجزی کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہوئے پرانے سال کو الوداع اور نئے سال کو خوش آمدید کہنا چاہیئے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ اس ضمن میں ایک یادگار واقعہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا۔

"میں نے ایک واقعہ پہلے لکھا بھی ہے مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں نیو ائیر ڈے (NEW YEAR DAY) کے موقع پر پیش آیا۔ یعنی اگلے دن نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹرے فالگر سکوائر (TRAFALGAAR SQUARE) میں اکٹھے ہو کر دنیا جہان کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں۔ کوئی مذہبی روک نہیں۔ ہر قسم کی آزادی ہے اس وقت اتفاق سے وہ رات مجھے یوسٹن (EUSTON) اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے (اس وقت میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا) اکثر احمدی اللہ کے

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خورشید عطا صاحبہ ۔ بتوسط مکرم سمیع اللہ سیال صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید

واقفینِ نو کے والدین کیلئے چند نکات

چند نکات جو ہر واقف نو کی والدہ کو مدِ نظر رکھنے چاہئیں۔

تیسرا دور ایک سال کی عمر سے دو سال کی عمر تک۔ سکھانے کی عمر کا یقین حتمی نہیں ہوتا۔ اصل میں بچہ کی آئی۔ کیو (I.Q) پر ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں فطری رجحانات پر ہوتا ہے۔ کچھ بچے آسانی سے سیکھ لیتے ہیں کچھ مشکل سے سیکھتے ہیں اور کچھ نسبتاً دیر سے سیکھتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ ہر بچہ ایک عمر کا یکساں طور پر نہیں سیکھے گا۔ اس فرق سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہر بچہ کی فطرت اور صلاحیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے جو اندازے پیش کیئے گئے ہیں یہ اوسط درجہ کے بچے کے لیئے ہیں۔ اس میں کمی بیشی یا عمر کا فرق، اکتساب کی مقدار مختلف ہوگی۔ نیز ایک سال کی عمر ایک حتمی حد نہیں۔ کوئی بچہ دس ماہ کا چلنے لگتا ہے۔ کوئی ڈیڑھ سال کا ہو کر چلنے لگتا ہے۔ جب بچہ چلنا شروع کرے تو اسے واکر میں بالکل قید نہ کر دیا جائے۔ بعض مائیں بچوں کو میلا ہونے سے بچانے کے لیئے اسے پہلے ہی واکر میں بٹھا دیتی ہیں۔ یہ قدرتی اور فطری طریقہ نہیں۔ کمرے قالین پر فرش پر گھاس پر تھوڑی دیر کے لیئے چھوڑ دیں۔ تاکہ وہ اپنی مرضی سے حرکت (move) کر سکے۔ ہاں خیال ضرور رکھیں کہ وہ کوئی چیز اٹھا کر منہ میں نہ ڈال لے۔ رینگ کر چلنے کا ارتقائی دور ضرور آنے دینا چاہیئے۔

روسو کا کہنا ہے کہ انسان آزاد پیدا ہوتا ہے۔ مگر بند حصوں میں قید کر دیا جاتا ہے۔ اسے فطری تعلیم ملنی چاہیئے کم و بیش فطری ماحول مہیا کرنا چاہیئے تمدنی تکلفات میں نہیں جکڑنا چاہیئے ڈائپرز اور PAMPERS کس دیئے جاتے ہیں۔ تنگ اور فٹ کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں۔ بچہ اظہار تو نہیں کر سکتا مگر اس کے چہرے سے بے اطمینانی جھلکتی ہے۔ موسم کا خیال کیئے بغیر موٹے یا واش اینڈ ویر کپڑے چڑھا دیئے جاتے ہیں تاکہ بچہ سمارٹ نظر آئے۔ بچہ ان پابندیوں میں بے چینی محسوس کرتا ہے۔ وہ چڑچڑا بدمزاج اور رونے والا بچہ بن جاتا ہے۔

بچہ کو چڑچڑے پن اور ضدی پن سے محفوظ رکھنے کے لیئے اسے بار بار ٹوکنا، منع کرنا، مضر اشیاء ہاتھ سے چھیننا نہیں چاہیئے یہ عمر اس لحاظ سے سخت آزمائش کا دور ہوتا ہے بچہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ مگر ہر وقت ماں باپ اس کو روکتے ٹوکتے ہیں کہ یہ نہ کرو۔ یہ نہ پکڑو۔ ادھر مت جاؤ۔ اوپر مت چڑھو۔ گر جاؤ گے۔ رینگنے اور قدم قدم چلنے کا دور ماں باپ کے لیئے بہت مسائل پیدا کرتا ہے اس کے چلنے سے خوش بھی ہوتے ہیں۔ اور بیزار بھی۔ یہ بات بچہ نوٹ کرتا ہے لیکن تضاد کو سمجھ نہیں پاتا جو اشیاء بچے کے لیئے خطرناک ہوں یا چیزوں کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ ان کو محفوظ مقام پر رکھ دیا جائے۔ تاکہ نہ تو بار بار منع کرنے اور روکنے سے بچہ کی طبیعت میں چڑچڑا پن آئے گا اور نہ ہی ماں کے اعصاب پر تناؤ کی کیفیت طاری ہوگی۔

اس دور میں بچہ بولنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اب آپ جو چاہیں بولنا سکھا دیجیئے۔ اس کی ووکیبلری (VOCABULARY) ذخیرہ الفاظ میں ایسے الفاظ (FEED) ڈالیئے جن کی ہمارے واقفین نو کو ضرورت ہو۔ اخلاقی۔ مذہبی۔ شرعی اصطلاحیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ۔ رسول اللہؐ۔ نماز۔ قرآن کی اصطلاحیں۔ یوں تو اس عمر میں بچہ گالی بھی دے تو بہت پیارا لگتا ہے۔ سب بار بار گالی سن کر خوش ہوتے ہیں۔ یا ایسی باتیں جو نازیبا ہوتی ہیں۔ لیکن بچے کے منہ سے بری نہیں لگتیں۔ کچھ عرصہ بعد انہیں باتوں اور گالیوں پر ڈانٹ پڑنے لگتی ہے۔ تو بچہ حیران ہو جاتا ہے۔ اور ایک الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ پہلے اسے اسی بات پر داد ملتی تھی۔ اب ڈانٹ کیوں ملتی ہے۔ پہلے دن ہی سے نازیبا بات یا حرکت کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔ اس کے لیئے بہتر ہے کہ بچہ کی منفی بات یا حرکت کا نوٹس ہی نہ لیا جائے۔ بچہ خود بخود اس کو ترک کر دے۔ داد سے دہرائے گا۔ پھر چھڑوانا قدرے مشکل ہوگا۔

تقلیدی جبلت کے تحت اس دور میں بچہ ماحول سے بہت زیادہ اکتساب اور اثر قبول کرتا ہے۔ اسی دور میں قوت حافظہ بے حد تیز ہوتی ہے عمر کے مقابلے میں قوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ البتہ ذہنی بصیرت نہایت کم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی صلاحیت، قوت کو تقلیدی جبلت سے ہم آہنگ کر کے اس کے سامنے ہمیں مثالی کردار پیش کرنا ہوگا۔ بڑے بہن بھائیوں اور دیگر اہل خانہ سب کو محتاط ہو کر عملی نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ ایک واقف نو کی برکت سے باقی اہل خانہ بھی تربیت کا عملی نمونہ پیش کرتے کرتے خود ہی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔ دوسرے معنوں میں بچہ ہماری تربیت کر ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہوتے ہوتے دینی معاشرہ تشکیل پا جائے گا۔

جھوٹ سے بچانے کے لیئے یہ نکتہ ذہن میں رہے۔ بچہ جھوٹ بلکہ ہر برائی سے ناآشنا ہوتا ہے۔ بعض برائیاں جبلی تقاضوں کی تربیت (TAME) نہ کرنے کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں لیکن بچوں کو جھوٹ بڑے سکھاتے ہیں۔ اس کی تہہ میں براہ راست کوئی جبلت ملوث نہیں ہوتی۔

اول تو یہ ہے کہ سزا کے خوف سے جھوٹ بولے گا۔ دوم لالچ دینے سے وہ جھوٹ سیکھ جائے گا۔ مثلاً بچہ سے کہا جائے کہ اگر تم نے یہ حرکت کی تو پٹائی ہوگی۔ یا "بابا" آجائے گا۔ کوئی مثبت کام کروانے کے لیئے ٹافی کھلونے یا اس کی من پسند چیز دینے کا لالچ دیا جائے۔ تو وہ سزا سے بچنے کے لیئے یا انعام حاصل کرنے کے لیئے اپنی ذہانت کی بناء پر جھوٹ بولے گا۔ جھوٹ کا فی الحال تعارف ہی نہ کروائیں اسے ناآشنا ہی رہنے دیں۔

یاد رہے کہ جب بچہ بولنا سیکھتا ہے تو بہت سی باتیں آپ کو ایسی سنائے گا۔ جو فرضی ہوں گی۔ بے ربط اور حقیقت سے دور یہ جھوٹ نہیں۔ یہ اس کا تصور (جو ناپختہ) ہوتا ہے وہ باآواز بلند سوچتا ہے۔ جتنی فرضی اور بے سروپا باتیں سنائے گا۔ اتنا ہی اس کا تصور وسیع اور زرخیز ہوگا۔ ایسا بچہ بڑا ہو کر تخلیقی کام کرنے کا اہل ہوگا۔ اس لیئے جھوٹ اور تصور میں فرق سمجھ لیں۔ بچوں کو ایسی کہانیاں سنائی جائیں۔ جن میں نیکی بدی پر فتح پاتی ہو۔ برائی کا انجام برا ہو۔

اس ضمن میں ایک اور بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ بچہ کو دوزخ کے تصور سے اس قدر نہ ڈرایا جائے کہ بڑے ہو کر بالکل ضمیر کا مجرم بن جائے۔ بعض مائیں بات بات پر جہنم کی آگ اور دیگر تفصیلات سے ایسے چھوٹے بچوں کو ڈراتی رہتی ہیں۔ ایسے بچوں میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے۔ خود اعتمادی کم ہو جاتی ہے نیکی بدی میں اتنا زیادہ امتیاز کرنے کی وجہ سے انہیں ڈر رہتا ہے کہ کہیں یہ بات بری تو نہیں یہ انتہائی حالت سخت مضر اثرات شخصیت پر چھوڑتی ہے۔ دوزخ کا تعارف اعتدال کی حد تک کروایا جائے۔

صبر کی عادت پیدا کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ فوری طور پر بچہ کی خواہش یا ضرورت پوری نہ کریں۔ بلکہ اسے امید دلائیں کہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد ٹافی بسکٹ (یا جو بھی وہ مانگ رہا ہو) دیں گے۔ "ابھی ٹھہرو" وقت صبر کا اہم جزو ہے۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

نفس سے شرمندہ رہتے ہیں۔ حیاء اور ریاء میں یہی فرق ہے۔ ریاء کار کی بدیاں اگر دوسرے کو معلوم نہ ہوں تو اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور اس کو کوئی شرم نہیں آتی۔ اس کو صرف اس وقت شرم آتی ہے جب اس کی بدیاں پکڑی جائیں اور عزیزان کو دیکھ لیں۔ وہ (ایمان والا) جو ریاء نہیں کرتا بلکہ حیاء کرتا ہے اس کو جب کوئی بھی دیکھ نہیں رہا ہوتا تب بھی وہ شرما رہا ہوتا ہے اور اپنی ذات سے شرما رہا ہوتا ہے۔ اپنے خدا سے شرما رہا ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں اپنے آپ کو کسی طرح چھپا لوں۔ اسی کا نام استغفار ہے کیونکہ استغفار کا مطلب ہے اپنے آپ کو ڈھانپنا جیسے بعض دفعہ کیڑے جو روشنی برداشت نہیں کر سکتے وہ زمین کو کریدتے ہوئے زمین میں چھپ جاتے ہیں اور اپنے اوپر مٹی ڈال لیتے ہیں۔ پس ایسے ہی (ایمان والے) جو خدا کے نور سے اس لئے شرماتے ہیں کہ وہ بدیاں اور ان کے اندر کمزوریاں ہیں وہ اپنے اوپر استغفار کے پردے ڈالتے ہیں اور یہی استغفار ہے جو قبولیت کی اہلیت رکھتی ہے اور اس کے نتیجے میں انسان کو سچی توبہ نصیب ہوتی ہے پس ہمیں ان معنوں میں اپنی بدیوں کو ڈھانپنا چاہیئے کہ ہمارا ڈھانپنے کا مقصد ریاکاری نہ ہو بلکہ حیاء ہو" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ نرسیماراؤ مجھ سے بات کرلیں ورنہ وقت ان کے ہاتھ میں نہیں رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر میں تحریک آزادی کو دہشت گردی قرار دینا سراسر ناانصافی ہے۔ دہلی والے غلط فہمی میں نہ رہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں دھماکے "را" کے ایجنٹ کرواتے ہیں۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ امریکہ اگر بھارت کے قریب آتا ہے تو اس کی پرواہ نہ کی جائے تاہم اگر وہ پاکستان کی قیمت پر ایسا کر رہا ہے تو پھر فکرمندی کی بات ہونی چاہیے۔

○ امریکہ نے اس سوال پر پاکستان سے جواب طلبی کی ہے کہ وہ کیوں چینی سے ایٹمی ری ایکٹر لے رہا ہے۔ خیال ہے کہ جنرل آصف نواز امریکی وزیر دفاع اور قومی سلامتی کے حکام کے ساتھ وضاحت پیش کر رہے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم نے جو احتجاج کئے ہیں ان کا نتیجہ سامنے آنے والا ہے۔

○ معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے اپنی ایٹمی تنصیبات کی مکمل فہرست پاکستان کے حوالے نہیں کی اور اس فہرست میں حساس اور اہم اڈوں کی بجائے صرف چھوٹے تحقیقی ری ایکٹروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس بات کا پتہ اس وقت چلا جب بھارت کی ایٹمی تنصیبات کے بارے میں امریکی رپورٹوں کا جائزہ سامنے رکھا گیا۔

○ سینیٹر بریگیڈیئر ریٹائرڈ عبدالقیوم دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

○ قابل اعتماد ذرائع کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی خفیہ ادارے "موساد" کی طرف سے محترمہ بے نظیر بھٹو کی جان کو خطرہ ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی علی پور چٹھہ مولوی تاج دین کونسلر کے قتل کے خلاف علی پور چٹھہ میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ جماعت اسلامی اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں نے جلوس نکالے اور ٹائر جلا کر ٹریفک معطل کر دی۔

○ سندھ کے وزیراعلیٰ جام صادق علی نے کہا ہے کہ گورنر راج آیا تو وہ صرف سندھ میں نافذ نہیں ہوگا۔ مارشل لاء اگر آئے گا تو مجھ سے پوچھ کر نہیں آئے گا۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر گوہر ایوب خان نے کہا ہے کہ ملک میں مارشل لاء کا کوئی امکان نہیں۔ جمہوریت کا مستقبل تابناک ہے۔

○ فیصل آباد میں ملاوٹ کے چھاپوں کے خلاف دکانداروں نے ہڑتال کر دی لہذا چھاپہ مار ٹیم کو مایوس جانا پڑا۔ ہڑتال میں گوالے اور بیکریاں شامل ہیں۔

○ لاڑکانہ کے تجارتی مرکز میں آگ لگنے سے چھ دکانیں جل گئیں۔

○ ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں غریبوں پر امیروں کی نسبت زیادہ ٹیکس عائد ہیں۔ پاکستان کے غریب اپنی آمدنی کا گیارہ فیصد اور امیر لوگ اپنی آمدنی کا صرف ۸ فیصد ٹیکس دیتے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کے سپیکر اختلافات دور کرانا چاہتے ہیں۔ ان سے ملاقات اچھی بات ہے۔ وہ صدر اور وزیراعظم کے اشاروں پر ملاقات کر رہے ہیں مجھے کچھ معلوم نہیں انہی سے پوچھیں۔

○ امور خارجہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اکرم ذکی نے کہا ہے کہ اگر بھارت کے پاس مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے حق خود ارادیت کے سوا کوئی اور تجویز ہے تو ہمیں بتائے۔

○ کراچی کے قریب مسلح ڈاکوؤں نے اسلحہ لانے والی پارسل ٹرین لوٹ لی۔ سٹیشن ماسٹر کی کنپٹی پر پستول رکھ کر ٹرین آؤٹر سگنل پر رکوائی اور اسلحہ کی پیٹیاں ٹرک میں لاد کر فرار ہو گئے۔

○ واپڈا کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل زاہد علی اکبر ۷ جنوری سے اپنا عہدہ دوبارہ سنبھالیں گے اور اپنی ملازمت کی مدت پوری کریں گے۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وزیراعظم اور وزیر بجلی سے معذرت کر لی ہے اب وہ اراکین پارلیمنٹ کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔

○ سندھ میں سیاسی انتقام کے واقعات پر امریکہ نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جنوبی ایشیا کے معاملات کے نائب وزیر نے کہا ہے کہ حال ہی میں سندھ میں بڑے المناک واقعات رونما ہوئے ہیں۔ اور اس علاقے میں انسانی حقوق کی صورت حال خراب ہے۔

○ کریانہ مرچنٹس ایسوسی ایشن نے غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جب کہ کریانہ فروشوں کی ایک تنظیم نے حکومت کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ اسرائیلی کابینہ نے عالمی دباؤ کے باوجود ان "بارہ" فلسطینیوں کو بے دخل کرنے کا فیصلہ تبدیل کرنے سے انکار کر دیا ہے جن کی بے دخلی کا فیصلہ اسرائیلی وزیر اعظم نے کیا تھا۔ اور جس کی امریکہ سمیت کئی ممالک نے مذمت کی تھی۔ اسرائیل نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اس دھمکی سے قطعاً مرعوب نہیں ہوگا۔ کہ عرب وفود امن کانفرنس میں شریک نہیں ہوں گے۔ اسرائیل نے کہا ہے کہ اس کا وفد پروگرام کے مطابق واشنگٹن جائے گا۔ یہ مذاکرات منگل سے واشنگٹن میں دوبارہ شروع ہو رہے ہیں۔

○ مقبوضہ عرب علاقوں سے نکالے جانے والے فلسطینیوں نے ایک اسرائیلی عدالت میں اپنی بے دخلی کے خلاف اپیل کر دی ہے۔

○ مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں مظاہرین نے اسرائیل کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اسرائیلی پولیس نے گولی چلادی جس سے ایک بچہ زخمی ہو گیا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں اور پاکستان و آزاد کشمیر سمیت دنیا بھر کے کئی ممالک میں ۵ جنوری کو یوم تحریک کشمیر منایا گیا۔ اس دن مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال رہی۔ دن کا آغاز بموں کے دھماکوں سے ہوا۔ سری نگر، کپواڑہ، بڈگام اور بارہ مولا میں سرکاری عمارتیں بموں سے اڑا دی گئیں۔ حریت پسندوں نے بھارتی ٹھکانوں پر کامیاب حملے کیے۔ بھارتی فوج کی آٹھ گاڑیاں تباہ کر دی گئیں اور ۱۵ دکانوں کو جلا دیا گیا۔ بھارتی فوجیوں نے مسلمانوں کا پانی بند کر دیا۔ کھانے کی اشیاء بھی اٹھا کر لے گئے۔ سری نگر کا محاصرہ تیسرے روز بھی جاری رہا۔

○ واشنگٹن، ناروے، لندن اور ڈنمارک سمیت کئی ملکوں میں یوم تحریک کشمیر منایا گیا۔

بقیہ صٹ سے آگے

کی سماعت میں حصہ لیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ برطانیہ اور دیگر تمام ممالک یہاں آ سکتے ہیں اور آ کر اس مقدمے کی کارروائی میں حصہ لے سکتے ہیں وہ آزاد ججوں کو بھی لا سکتے ہیں۔ البتہ محمد قذافی نے اس بات سے انکار کر دیا کہ ان دو باشندوں کو امریکہ یا برطانیہ میں اس لئے بھیجا جائے کہ وہاں ان پر مقدمہ چلے۔ معمر قذافی نے برطانوی حکومت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اب لیبیا آئرش ریپبلکن آرمی کی کسی صورت بھی مدد نہیں کر رہا۔ بلکہ ہم آئی۔ آر۔ اے کی کارروائیوں سے اختلاف کرتے ہیں وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں ہم اسے پسند نہیں کرتے۔

حبوب مفید اطہراء
چھوٹی شیشی: ۱۶ روپے ۔ بڑی شیشی ۴۸ روپے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون ۶۳۴

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعایت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
مقبول پیپر مارٹ
۲۲، ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ لاہور
دفتر فون نمبرز ۲۲۳۳۸۰-۲۲۳۶۹۰
فون گھر ۲۳۳۶۳۰ ۔ ۸۵۸۹۱۱ / ۸۵۸۴۴۱
پروپرائیٹر: ملک عبداللطیف ستکوہی 9/C، 10، ماڈل ٹاؤن لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

مکرم میاں امام علی صاحب مونگ ضلع گجرات اور ان کی اہلیہ محترمہ بیماری میں مبتلا ہیں۔

مکرم منظور احمد صاحب بھٹی احمدی سکنہ ڈھیر کے کلاں ضلع گجرات شدید بیمار ہیں کمزوری بہت ہو چکی ہے۔

مکرم عبدالرحیم یونس صاحب کو کئی دنوں سے جوڑوں میں درد اور چکر آنے کی شکایت ہے۔

○ ایک احمدی خاتون مکرم محمود احمد صاحب آف کینیڈا کی والدہ صاحبہ اسلام آباد کمپلیکس ہاسپیٹل میں زیر علاج ہیں۔

احباب سے ان کی شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان ولادت

محترمہ احمدی بیگم صاحبہ کے بیٹے مکرم منیر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں کے بعد ۱۶ دسمبر ۱۹۹۱ء بیٹا عطا فرمایا ہے احباب سے بچہ کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

گمشدہ گھڑی کی بازیابی

ایک عدد گھڑی راجیکی روڈ سے بیت راجیکی کے سامنے سے ملی ہے۔ جن صاحب کی ہو نشانی بتا کر حاصل کر لیں۔

محمد اسلم
۳۷/۲۴ دار الرحمت شرقی ب ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۹۰ مس اکرام اللہ ولد عبد اللہ قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چوڑا سگھر حال بیت الاحمدیہ شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۳-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ اکرام اللہ بیت الاحمدیہ شیخوپورہ
گواہ شد نمبر ۱۔ ملک خالد محمود وصیت نمبر ۲۱۲۴۷۔ گواہ شد نمبر ۲۔ بشیر منظور سیکرٹری مال شیخوپورہ۔

بقیہ: ص ۴ سے آگے

نیچے گریں گے۔ اور جہنم میں جا پڑیں گے۔ غرض ایک حشر اکٹھا ہو گا۔ اور ایک انفرادی ہو گا۔

بقیہ: ص ۵ سے آگے

فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا۔ میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا، اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔

کچھ دیر بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز ابھی میں نے ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی۔ پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔

..... میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا "مجھے کچھ نہیں ہوا۔ میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے نوائی میں معروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنہ نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا کہ میں برداشت نہیں کر سکا"۔

چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا۔

GOD BLESS YOU،
GOD BLESS YOU،
GOD BLESS YOU،

(یعنی خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔)

(الفضل ۱۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء ص ۴، ۵)

نئے سال کی ایک دعا

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی کے الفاظ میں نئے سال کے لئے ایک دعا پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۸۹ء میں آپ نے فرمایا

"..... میں آئندہ سال کی جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں ..... آپ دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ حفاظت فرمائے ہماری بلاؤں کو ٹال دے اور بلاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اجر کے وعدے ہیں ان کو ہماری توقعات سے بھی بہت زیادہ پورا کرے جو ہم میں سے دکھی ہیں ان کے دکھ دور فرمائے۔ جن کے سروں پر خطرات منڈلا رہے ہیں ان خطرات کو دور کر دے ہمارے نقصانوں کو اپنے فضل سے پورا کرے اور ہمارے نفعوں کو بڑھا دے اور ہر پہلو سے جماعت کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی یہ آنے والا سال پہلے سال سے بہت بہتر ثابت ہو۔" خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں۔ اپنے روزمرہ کے تعلقات میں سوچیں کہ صلہ رحمی کو کتنی اہمیت حاصل ہے ... وہ راہیں کون سی تھیں جن راہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کو پایا۔ ان میں سے ایک راہ صلہ رحمی کی راہ تھی۔ اپنے خاندانی تعلقات کو درست کیا اور کوئی رشتے دار آپ کا انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کہ کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اسکو کسی قسم کی جائز شکایت پہنچی ہو۔"

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ۔۔ نون سین

لیبیا میں مقدمہ

لندن سے آمدہ اطلاعات اس بات کی مظہر ہیں کہ لیبیا کے لیڈر معمر قذافی نے مغربی ممالک سے کہا ہے کہ وہ ان دو افراد کا مقدمہ سننے کے لئے اپنے ججوں کو طرابلس بھیجیں جن پہ یہ الزام ہے کہ انہوں نے ۱۹۸۸ء میں ایک پان ام جیٹ کو بم سے تباہ کر دیا تھا۔ معمر قذافی نے کہا ہے کہ یہ جج یہاں آ کر مقدمے کی سماعت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ بات معمر قذافی نے ایک پہلے سے ریکارڈ کئے گئے انٹرویو میں جو برٹش انڈیپینڈنٹ ٹیلیویژن نیوز کو دیا گیا کہی ہے لیبیا کے وزیر خارجہ ابراہیم محمد بشاری نے ایک اخباری انٹرویو میں بتایا ہے کہ لیبیا اس بات پر راضی ہے کہ واشنگٹن لندن اور پیرس سے جج کو لیبیا بھیجا جائے تاکہ وہ اس الزام کے سلسلے میں ہم سے گفتگو کر سکیں۔ اسی طرح طرابلس کی ہائی کورٹ کے ججوں نے سکاٹ لینڈ فرانس اور امریکہ میں اپنے جج ساتھیوں کو پیغامات بھیجے ہیں اور یہ پیغامات سفارتی ذرائع سے بھیجے گئے ہیں۔ کہ وہ طرابلس آ کر ان کے ساتھ مقدمے کی سماعت کریں۔ معمر قذافی نے امریکہ کے اس ہوائی حملے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو ۱۹۸۶ء میں لیبیا پہ صدر رانلڈ ریگن کے حکم پر کیا گیا تھا اور جس کی پشت پناہی برطانوی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر نے کی تھی۔ کہا کہ انہیں امید ہے کہ ان کے جانشین جارج بش اور جان میجر اس طرح کی کارروائی اب نہیں کریں گے۔ لیبیا کے لیڈر کی لے پالک بیٹی اس حملے میں ہلاک ہو گئی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ دونوں یعنی بش اور جان میجر ریگن اور تھیچر سے بہت مختلف ہیں۔ اور یہ ان جیسی ناانصافی کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گے۔ تھیچر نے امریکہ کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ طرابلس پر حملہ کرنے کے لئے برطانوی اڈے استعمال کر سکتا ہے۔ اور یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ طرابلس پر پہلے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ برلن میں ایک نائٹ کلب پر لیبیا نے حملہ کرایا تھا۔ معمر قذافی نے کہا کہ مجھے اس بات پر ہرگز کوئی اعتراض نہیں ہے کہ مغرب کے نمائندے آئیں اور ان دو لیبیا کے باشندوں پر مقدمہ

باقی ص ۸ پر